


بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دار العلوم ندوۃ العلما کی گذشتہ تاریخ

اور

اُسکی موجودہ ضرورتین

ندوۃ العلما ایک مذہبی انجمن ہے جو ہندوستان مین نہین بلکہ ساری دنیا مین علمائے کرام و مشائخ جلیل القدر کی سب سے پہلی تحریک ہے جسمین اُنکی متفقہ کوشش شریک ہے اور سب سے پہلی آواز ہے جس نے نہایت بلند آہنگی سے اسبات کو تسلیم کیا کہ موجودہ زمانہ مین علما کی بے ہمتی و پریشانی اور اُنکی پست خیالی اور مُردہ دلی اور بیکار زندگی کا ذمہ دار اس زمانہ کا نصاب درس اور طریقہ تعلیم ہے

اُسنے اپنی عملی زندگی کا آغاز کرتے ہوئے سب سے پہلے ہندوستان کے نامور علما کو جو زمانۂ دراز سے گوشۂ عافیت مین بیٹھنے اور اپنے اپنے حلقہاے اثر پر حکمرانی کرنے کے عادی تھے ایک مرکز پر مجتمع کرنے کی کوشش کی۔

ہندوستان کی تاریخ مین ۱۳۱۱ھ کا وہ مہینہ اور وہ دن لاثانی تھا جبکہ اُسکے مختلف جھگڑون سے مختلف الخیال علما ایک جگہ مجتمع ہوئے اور تبادلۂ خیالات سے اُن کو باہم گرصاف دلی سے ہاتھ

پڑھانے کا موقع ملا۔

یہ وہ زمانہ تھا کہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مکہ معظمہ مین بقید حیات تھے جناب ممدوح نے ندوۃ العلما کا حال سنکر بذریعہ عنایت نامہ اپنی خوشنودی ظاہر فرمائی اور اسکی سرپرستی منظور کی۔

ہندوستان مین حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب مرادآبادی کا سایہ عاطفت قائم تھا انھون نے اس انجمن کے لئے دعاے خیر فرمائی اور اپنے خلیفہ خاص مولانا سید محمد علی صاحب بانی ندوۃ العلما کو اجازت دی کہ وہ اسکی خدمت کرین۔

علما و مشائخ کے علاوہ جدید تعلیم کے حامیون و سرپرستون نے بھی اس انجمن کی ضرورت کو تسلیم کیا۔ سرسید نواب محسن الملک نواب وقار الملک اور جسٹس سید محمود نے تحریر و تقریر کے ذریعہ سے اس کا خیر مقدم کیا اور محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس مین دو بار مقام علیگڈھ و شاہجہانپور اسکی تائید مین تجویزین منظور کین۔

اصلاح نصاب

بہرحال ہندوستان بھر مین ہر طرف سے لبیک کی صدائین بلند ہوئین اور ندوۃ العلما کے اجلاس سال بسال مختلف مقامات پر نہایت عالی پیمانہ پر ہوتے رہے اور مدتون کے غور و بحث کے بعد یہ بات طے ہوئی کہ منطق و فلسفہ کی کتابون کا وہ انبار جو طلبہ کی علمی زندگی کے دو تہائی برباد کرتا تھا نکال کر اس کی تناسب سے کم رکھا جائے جو علوم دینیہ کیلئے آلہ ہو سکے اور جو وقت اس طریقہ سے بچ جائے اس مین ادب کی وہ کتابین رکھی جائین جن سے عربیت کا مذاق صحیح اور قرآن و حدیث کے سمجھنے کا سلیقہ درست پیدا ہو نیز تاریخ جغرافیہ حساب اقلیدس اور زبان انگریزی

کی تعلیم بھی ساتھ ساتھ دی جا سکے جس سے اُن مسلمانون کی موجودہ حالت اور اُنکی دنیوی زندگی سے واقفیت پیدا ہو اور وہ اُنکی رہبری صحیح معنون مین کرسکین -

(دارُالعلوم)

ان کامون سے فارغ ہونے کے بعد ۱۳۱۶ھ مین اُس نے لکھنؤ مین دارالعلوم کی بُنیاد ڈالی جسمین اُسی اصلاح شدہ نصاب کے موافق اور کتابی تعلیم کو عملی طریقہ پر تعلیم دینے کا کام شروع کیا، ابتدا مین اسکا درجہ ابتدائی کھولا گیا اور باوجود چند در چند رُکاوٹون اور مالی مشکلات کے اُس نے درجہ بدرجہ ترقی کرتے ہوئے دارالعلوم کے درجہ پر پہونچ گیا اور ۱۳۲۲ھ مین درجہ تکمیل کھولدیا گیا جسمین ہر ایک شخص کو عالم ہونے کے بعد دو برس تک صرف ایک فن کی تعلیم دیجاتی ہے اور اسکو موقع دیا جاتا ہے کہ وہ قُدما کی تصنیفات کا مطالعہ کرے اس طریقہ سے آٹھ برس مین ایک شخص عالم ہوسکتا ہے اور دو برس تک درجہ تکمیل مین رہنے کے بعد حدیث شریف یا ادب عربی مین فاضل مستند کا درجہ حاصل کرسکتا ہے -

اس دارالعلوم کی یہ بڑی خصوصیت ہے کہ علوم و فنون متداولہ صرف، نحو، معانی، بیان، بدیع، عروض، قافیہ، ادب، منطق، فلسفہ، فقہ، اصول فقہ، حدیث، اصول حدیث، تفسیر اور اصول تفسیر مین واقفیت تامہ رکھنے کے ساتھ یہان کا پڑھا ہوا علوم عربیہ مین پوری مہارت حاصل کرلیتا ہے، وہ لکھنے پڑھنے عربی بولنے اور عربی زبان مین بے ساختہ تقریر کرنے اور اُردو زبان مین روانی و سلاست کے ساتھ خطبہ دینے مین تمام ہندوستان کے مدارس اسلامیہ کے فارغ التحصیل لوگون سے بالکل الگ نظر آتا ہے -

وہ باوجود ان تمام خوبیون کے حساب، اقلیدس، ریاضی اور ادب انگریزی مین بھی بکار آمد

معلومات رکھتا ہے اور ضروریات زمانہ سے باخبر ہونے کے ساتھ دنیوی زندگی کی جد وجہد
مین بھی انگریزی تعلیم یافتہ طبقہ سے وہ پیچھے نہین رہ سکتا بلکہ ایسے بہت سے فارغ التحصیل طلبہ
ہین جنھون نے دار العلوم سے نکل کر صرف چھ برس مین انگریزی اسکولون اور کالجون مین داخل
ہوکر بی اے اور ایم اے تک ترقی کرلی ہے -

عظیم الشان کتب خانہ

ندوۃ العلما نے صرف دار العلوم قائم کرنے پر اکتفا نہین کی بلکہ اسکے ساتھ ساتھ ایک
عظیم الشان کتب خانہ کی بنیاد ڈالی ہے جسمین ابتک ۱۹۴۹ کتابین داخل ہو چکی
ہین اور علاوہ مطبوعات یورپ مصر قسطنطنیہ ٹیونس قازان طہران وغیرہ کے ۱۰۹۲ کتابین
قلمی اور اکثر نادر الوجود ہین جو مصنفین کے ہاتھون کی لکھی ہوئی یا مصنفین کے قریب ترزمانہ
مین لکھی گئی ہین اور اُن پر نامور علما کے خطوط موجود ہین -

ندوۃ العلما کے نتائج

جس وقت ندوۃ العلما نے اپنے وجود کا اظہار کیا تمام ہندوستان کی جانب سے صدائے
لبیک بلند ہوئی اور اسکی شہرت ہندوستان سے گذر کر مصر و شام تک پہونچی اور اسلامی دنیا
کے گوشہ گوشہ مین پھیل گئی اور جسوقت ندوۃ العلما کی عملی زندگی کا آغاز ہوا اور ہندوستان کے
جن مدرسون اور انجمنون نے ابتدا مین اسکی مفید عام تحریک کے رد و قبول مین پس و پیش کیا تھا
وہ بھی رفتہ رفتہ اپنے زیر اثر حلقون مین نصاب و طریقہ تعلیم کی اصلاح پر مجبور ہوئے -
علامہ رشید رضا ایک مصری فاضل نے ندوۃ العلما کے قائم کردہ اصول پر

مصر مین الدعوۃ والارشاد کے نام سے ایک مدرسہ کھولا جسکو ندوۃ العلما کی بہت بڑی کامیابی سمجھنا چاہیئے۔

ندوۃ العلما کی عظیم الشان درسگاہ سے جو اب تک فارغ التحصیل ہو چکے ہین اُن کی علمی قابلیت کی برتری اور ضرورت شناسی نے خود بخود اُن کو ملک مین رُوشناس اور مشہور کردیا ہے اور وہ لکھنؤ، حیدرآباد، اعظم گڈھ، مونگیر، کلکتہ، امرتسر، پونا، ناگپور، بنگلور، اور رنگون وغیرہ مختلف ممالک مین اپنی علمی قابلیت اور اسلامی حمیت کا پورا ثبوت دے رہے ہین۔

اعظمگڈھ مین دارالمصنفین اُنھین علما کا قائم کیا ہوا ہے اور اُسکو وہی چلا رہے ہین جو ندوۃ العلما کی درسگاہ اعظم سے فارغ ہو کر نکلے ہین اور یہ ایک ایسی اسلامی خدمت ہے جسکے ادا کرنے سے اب تک قدیم وجدید تعلیم یافتہ جماعت قاصر رہی ہے۔

سرائے میر ضلع اعظم گڈھ مین ایک عظیم الشان مدرسہ دارالعلوم ندوۃ العلما کے نمونہ پر دارالعلوم ندوۃ العلما کے تعلیم یافتہ لوگون نے قائم کر لیا ہے جسکے پرنسپل اور اساتذہ ندوۃ العلما کے فارغ التحصیل علما ہین اور نہایت خاموشی کے ساتھ کام کر رہے ہین اور مشرقی حصۂ ملک کے مُسلمان اُس سے مُستفید ہو رہے ہین۔

ندوۃ العلما کے اصول پر بنگال، مدراس، بہار، اور رنگون مین انجمن علما کے نام سے انجمنین قائم ہوئی ہین جو بلاشبہ ندوۃ العلما کی کامیابی کی دلیل ہین اور ارکان ندوۃ العلما کو خوشی ہے کہ جو خدمت مُلک وملت کی وہ کر رہے ہین اُسکے نتائج ظاہر ہو رہے ہین۔

ان انجمنون کے علاوہ تقریبًا پندرہ انجمنین معین الندوہ کے نام سے ملک کے مختلف حصون مین قائم ہین اور وہ ندوۃ العلما کے مقاصد واغراض کو ملک مین پھیلا رہے ہیں۔

اِن سب باتون سے اس بات کا صحیح اندازہ ہوسکتا ہے کہ ندوۃ العلما کے اصول

کتنے مضبوط اور اسکا طریق عمل کتنا مفید ہے۔

ندوۃ العلما کی مالی حالت

اس بیس بائیس برس کے عرصہ مین جو اعتبار اپنی مرکزی حیثیت کی وجہ سے ندوۃ العلما نے پیدا کیا ہے اُس کا ثبوت یہ ہے کہ ہز ہائینس نواب صاحب بہاولپور خلد اللہ ملکہ کی جدہ ماجدہ دام اقبالہا نے پچاس ہزار روپیہ کی گرانقدر رقم بغرض تعمیر دار العلوم مرحمت فرمائی اور گورنمنٹ ممالک متحدہ آگرہ واودھ نے ازراہ مہربانی تقریبًا بتیس بگھیہ کا ایک وسیع و خوشنما قطعہ اراضی کا دریاے گومتی کے کنارے لکھنؤ مین عمارت دار العلوم کے واسطے عطا فرمایا۔ نیز چھہ ہزار روپیہ سالانہ کی امداد انگریزی زبان اور علوم دنیوی کے لیئے دینا منظور فرمایا۔

اسی طرح علیا حضرت بیگم صاحبہ فرمان روائے بھوپال دامت سلطنتہا نے تین ہزار روپیہ سالانہ کی امداد عنایت کی جو ماہ بماہ ندوہ کو ملتی رہتی ہے۔

علاوہ اسکے رُوسائے شاہجہان پور کی فیاضی سے کچھ زمینداری بطریق وقف ندوۃ العلما کو حاصل ہوئی ہے جسکو ندوۃ العلما نے ٹھیکہ پر دیدیا ہے اور مبلغ سات سَو روپیہ سالانہ اُسکی آمدنی سے ملتا رہتا ہے۔

وظائف کی مدمین تین سو روپیہ سالانہ ریاست بہاولپور سے ملتا ہے، اور تقریبًا دو ہزار روپیہ سالانہ مدراس کے سیر چشم و فیاض طبیعت مسلمانون نے مقرر کیئے ہین جن سے طلبائے غیر مستطیع کو مدد دی جاتی ہے، علاوہ اسکے کچھ اور وظائف بھی ہین جو بعض ارکان ندوۃ العلما نے عنایت فرمائے ہین۔

دفتر ندوۃ العلما کے مصارف کے لیئے سو روپیہ سکہ عثمانیہ دولت آصفیہ حیدرآباد دکن سے

ملتا ہے اور یہ عطیہ ندوۃ العلما کو اُسوقت حاصل ہوا تھا جبکہ اُس کو قائم ہوے دو چار مہینے گذرے تھے اور جبکہ اُسکے دفتر کا معمولی خرچ پندرہ روپیہ ماہوار سے زیادہ نہین تھا اس واسطے یہ کہنا بیجا نہین ہے کہ اُسوقت اگر ندوۃ العلما کو یہ عطیہ نملتا تو اُسکے وجود کا قائم رہنا دشوار تھا۔

بہرحال ندوۃ العلما کی مستقل آمدنی اس وقت گیارہ ہزار سات سو باون روپیہ کی ہے اور اس سال تخمینہ آمد و صرف کی میزان سینتالیس ہزار چارسو تین روپیہ نو آنہ سات پائی ہے۔

(ندوۃ العلما کی ضرورتین)

سب سے زیادہ ضروری سوال ندوۃ العلما کے مداخل و مخارج کے برابر ہونے کا ہے جو بوجہ قلت سرمایہ کے اب تک نہین ہوتا۔ جب تک کہ اسکی مستقل آمدنی اسقدر نہو جائے کہ اُس سے دارالعلوم کی تمام ضرورتین پوری ہوجایا کرین اُسوقت تک دارالعلوم کے حیات و بقا ہمیشہ معرض خطر مین رہے گی اور چندہ برلے چندے کا خیال دلوں مین کانٹے کی طرح سے چبھتا رہے گا۔ علاوہ اسکے کام کرنے والون کا جو بیش بہا وقت دارالعلوم کی اندرونی اصلاح و ترقی پر صرف ہونا چاہیئے وہ روپیہ پیدا کرنے اور اُس کے مداخل و مخارج کو برابر کرنے کی فکرون مین مصروف رہے گا۔

اسکو بھی جانے دیجیے! سوچنا یہ ہے کہ اعلیٰ درجہ کی تعلیم و تربیت کے لیئے جو دارالعلوم کا نصب العین ہے قابل اساتذہ اور بہترین سازوسامان کی ضرورت ہے جو بغیر معقول آمدنی کے ممکن نہین، عربی علم ادب، اور انگریزی کا اسٹاف کافی ہے کیونکہ لوکل گورمنٹ

جو پانچ سو روپیہ ماہوار عطا کرتی ہے وہ اسی صیغہ مین صرف کیا جاتا ہے، لیکن مذہبی تعلیم و تربیت کے مصارف تمام تر عام چندے پر منحصر ہین جسکی مقدار اسقدر ناکافی ہے کہ ہمیشہ مشکلات کا سامنا رہتا ہے، اگر یہی حالت باقی رہی تو مذہبی و دنیوی صیغہ کا توازن قائم نہین رہ سکتا، جو نہایت قابل توجہ ہے۔

ایک دوسری چیز جسکی طرف فوری توجہ کی حاجت ہے وہ طلبہ کے وظائف کا انتظام ہے جسکے واسطے بڑے سرمایہ کی حاجت ہے، اسوقت اٹھارہ سو روپیہ سالانہ اس مد پر صرف ہو رہا ہے مگر یہ ایسی ضرورت ہے کہ اٹھارہ سو روپیہ سالانہ بھی اس کام کے لئے تھوڑے ہین، جسقدر زیادہ طلبہ کو وظائف دیکر اُن کو دار العلوم سے فائدہ اُٹھانے کا موقع دیا جائے گا اُسی قدر دار العلوم کا فائدہ عام ہو سکتا ہے ورنہ قوم کے جو ہونہار نوجوان دار العلوم کی تعلیم و تربیت سے فائدہ اُٹھانا چاہتے ہین اور جنکی صدہا درخواستین ہر سال بوجہ قلت سرمایہ کے مُسترد کر دینی پڑتی ہین، وہ تعلیم و تربیت سے محروم ہی رہجائینگے۔

سلسلۂ تعمیرات

دار العلوم کی موجودہ عمارت نواسی ہزار روپیہ کی لاگت سے تیار ہو چکی ہے مگر اُس کی تکمیل ہنوز باقی ہے جسکے واسطے تقریبًا بیالیس ہزار روپیہ اور درکار ہے۔

دار الاقامۃ (بورڈنگ ہوس) کی تعمیر زیر تجویز و ملتوی پڑی ہوئی ہے اور اُسکی تعمیر کے واسطے موافق نقشہ مجوزہ کے ایک لاکھ اسی ہزار روپیہ کی رقم چاہیئے، اس عمارت کے اب تک نہ بننے سے دار العلوم کا نصف حصّہ درگاہ کے طور پر کام دیتا ہے اور نصف حصہ مین طلبہ کی ماندو بود کا انتظام کیا گیا ہے اور سال پیوستہ مین جبکہ وہ بھی ناکافی سمجھا گیا

تو ایک مکان دار العلوم سے تقریبًا نصف میل کے فاصلے پر ایک سو اسّی (۱۸۰) روپیہ سالانہ کرایہ پر لے لیا گیا ہے اور اب طلبہ کا کچھ حصّہ دار العلوم مین اور کچھ اُس مکان مین رہتا ہے، جسکی وجہ سے انتظام مین ارکان ندوۃ العلما کو بہت سی دقتین پیش آتی رہتی ہین اور طلبہ کے دو حصّون پر منتقل ہو جانے سے مصارف کا بار بھی بڑھ گیا ہے۔

ندوۃ العلما کے وسیع اور شاندار کتب خانہ کے لئے کوئی عمارت نہین اب تک وہ دار العلوم سے قریبًا دو میل کے فاصلہ پر شہر کے اندر ایک کرایہ کے مکان مین ہے، جس کا کرایہ دو سو چار روپیہ سالانہ ادا کرنا پڑتا ہے اور سب سے بڑی دشواری یہ ہے کہ بُعد فاصلہ کی وجہ سے طلبہ اور اساتذہ کتب خانہ سے بآسانی فائدہ نہین اُٹھا سکتے۔ علاوہ اس کے جس مکان مین کتب خانہ ہے وہ اب ناکافی ہو رہا ہے اور بلحاظ حفاظت کتب کے کچھ مناسب اور موزون بھی نہین ہے۔ اسکے لئے ضرورت ہے کہ ایک وسیع عمارت خاص کتب خانہ کے واسطے جلد تیار کی جائے۔

دار العلوم کی عمارت شہر کے باہر ہے اور اُسکے قریب و جوار مین کوئی مسجد نہین ہے۔ ایک عظیم الشان مذہبی درسگاہ کے متعلق جہان طلبہ اور علما کی ایک معقول جماعت ہر وقت رہتی ہے کسی مسجد کا نہونا کس قدر افسوسناک ہے، مسجد نہونے کی وجہ سے جو تکلیف ہے وہ شب و روز مین پانچ دفعہ محسوس ہوتی ہے۔ مجوزہ مسجد کا نقشہ مسجد نبوی کے مطابق تیار کیا گیا ہے اور اسکی تعمیر جسقدر خیر و برکت اور حصول ثواب کا باعث ہے اس مین کس کو شبہ ہو سکتا ہے خصوصًا ایسی حالت مین جبکہ اُسکی بے حد ضرورت ہے۔



خاتمۂ سخن

سنہ ۱۳۲۳ھ مین جب دار العلوم کا خاکہ تیار کیا گیا تھا تو اُسکے وسیع کاروبار کی اہمیت کے لحاظ سے قوم سے دس لاکھ روپیہ کا مطالبہ کیا گیا تھا، جن لوگون نے دار العلوم کا مسودہ ملاحظہ فرمایا ہے وہ اس بات کا صحیح اندازہ کر سکتے ہین کہ دس لاکھ روپیہ کا مطالبہ اس عظیم الشان منصوبہ کے سامنے کچھ زیادہ نہین ہے۔

جس قوم نے دو تین سال کے اندر مسلم یونیورسٹی اور مجروحین جنگ بلقان وطرابلس کے لیے ایک کرور سے زیادہ روپیہ چندہ مین دیدیا ہے اُسکے نزدیک مذہبی دار العلوم کے لئے چند لاکھ روپیہ فراہم کر دینا ناممکن نہین ہے۔

اگر اب بھی اُس خواب کی تعبیر ظاہر ہو تو مسلمانون کو وہ برکات و فوائد حاصل ہو سکتے ہین جن کا کسی دوسری صورت سے حاصل ہونا دشوار ہے، وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین ؁

سید عبد الحی ناظم ندوۃ العلما

لکھنؤ

۱۱۔ جنوری سنہ ۱۹۲۰ء

مطبوعۂ شاہی پریس لکھنؤ